www.emarsiya.com

کرتا اٹھا کے سینہ کو پیٹنے لگی ہوا ٭ زینبؑ سے کی یہ عرض کہ پڑھیے کوئی دعا
سجادؑ سے کہا کہ اِدھر آؤ میں فدا ٭ بیٹا بہن کی نبض تو دیکھو مرض ہے کیا
چونکاتے ہیں سب خبرِ دست و پا نہیں
غش میں کسی کا حال یہ دیکھا سنا نہیں ٭

دیکھی جو نبض رونے لگے عابدِؑ حزیں ٭ ماں نے کہا تڑپ کے مجھے تاب اب نہیں
جو حال ہو خدا کیلئے کہہ چکو کہیں ٭ سجادؑ سر جھکا کے یہ بولے کہ مر گئیں
تکلیف دیجئے نہ تنِ پاش پاش کو ٭
جلدی لٹائیے کہ اذیت ہے لاش کو ٭

٭ چلائی ماں کہ ہائے مری جان مر گئیں ٭ آخر ہوئی نہ رات سکینہؑ گذر گئیں ٭
٭ بیٹی کہاں میں ڈھونڈنے جاؤں کدھر گئیں ٭ گھبرا رہی تھیں شام سے دادی کے گھر گئیں ٭
کیوں کربلا مکان کہو کیا پتا دیا ٭
رستہ بہشت کا تمہیں کس نے بتا دیا ٭

صدقے گئی ہوا اس اندھیرے میں انتقال ٭ بیٹی یہ داغ دل سے نہ جائیگا ماہ و سال
فضہؑ نے پاسبانوں سے جا کر کیا سوال ٭ دیدو کوئی چراغ تو احسان ہے کمال
ہو روشنی یہ رسم ہے سارے جہان میں
میت پڑی ہوئی ہے اندھیرے مکان میں ٭

انساں کیلئے قید ہلاکت کا سبب ہے ٭ بچوں کو اسیری میں سوانح و تعب ہے
امید رہائی کی نہ ہوئے تو غضب ہے ٭ اب دردِ سکینہؑ کا بیاں داد طلب ہے ٭
بازو بھی رسن سے چھلے گردن بھی چھلی ہے
بچپن میں اسیری بھی یتیمی بھی ملی ہے ٭

چوتھا برس آغاز یہ سن کی ہے صغیری ٭ بچپن کی یتیمی تو ہے لڑکپن کی اسیری
تھی جس کے بزرگوں کو دو عالم کی امیری ٭ اس کو امیری ہے نہ سامانِ فقیری
سر کو در و دیوار سے ٹکراتی ہے کیا کیا
پہلی جو اسیری ہے تو گھبراتی ہے کیا کیا ٭

ہر شب درِ زنداں پہ وہ شبیرؑ کی شیدا ٭ چلاتی تھی رو کر ہے کوئی رحم دل ایسا
بیکس مرے بابا کو یہ پیغام دے میرا ٭ زنداں سے سکینہؑ کو نہیں چھوڑتے اعدا
پالا ہے مجھے تم نے بڑے ناز و نعم سے
اب اپنا جگر سخت کیا آپ نے ہم سے ٭

ماں کہتی تھی پیغام کسے دیتی ہو واری ٭ تاریک ہے شب خلقِ خدا سوتی ہے ساری
لیجائے گا اس دکھ میں خبر کون تمہاری ٭ وہ کہتی تھی لوگو نہ کرو فکر ہماری
اب تو نہیں رو کر میں ستاتی ہوں کسی کو
ان باتوں سے ہوتی ہے تسلی مرے جی کو

یہ کہتی تھی اور چشم سکینہ تھی سر راہ ٭ تنہا در زنداں پہ کھڑی کرتی تھی وہ آہ
پیدا جو وہاں ایک ضعیفہ ہوئی ناگاہ ٭ چلاتی تھی ہر دم کہ دوہائی مرے اللہ
دو ننھے سے لاشے تو وہ گودی میں لئے تھی
اور خاک بھرے بال پریشان کئے تھی

پاس آ کے سکینہ کے وہ بی بی ہوئی گویا ٭ صدقے ترے بچپن کی یتیمی کے یہ دکھیا
تو رحم کے قابل ہے کہ بابا نہیں تیرا ٭ کیا کہتی ہے تو باپ کو اے باپ کی شیدا
میں حال ترا سید والا سے کہوں گی
پیغام بخوبی ترے بابا سے کہوں گی

تب رو کے لگی پوچھنے بنت شہ ابرار ٭ تم کون ہو جو ہم سے غریبوں سے ہے یہ پیار
وہ بولی کہ میں غمزدہ بیکس جگر افگار ٭ مظلوم پسر مردہ شہیدوں کی عزادار ٭
رونے کو ترے باپ کے لاشے پہ چلی ہوں
میں مادر مظلوم حسین ابن علی ہوں ٭

٭ میں وہ ہوں کہ بے گور پسر جس کا پڑا ہے ٭ میں وہ ہوں کہ گھر جس کا کئی بار جلا ہے
اک لال مرا بطن میں بھی قتل ہوا ہے ٭ یہ ہاتھ پہ لاشہ اسی بچے کا دھرا ہے
یاں آئی تھی رونے کو اسیران بلا میں!
اب جاتی ہوں سر پیٹنے کو کرب و بلا میں ٭

www.emarsiya.com

غش ہو گئی یہ سن کے وہ شبیر کی جائی ٭ ہوش آیا تو وہ بی بی نہ اسکو نظر آئی
پھر بانو کو چلائی وہ گردوں کی ستائی ٭ اماں مری دادی ابھی تشریف تھیں لائی
روتی تھی اسیری پہ مری پیٹ کے سر کو
پیغام مرا لے گئی اب میرے پدر کو

اس بات سے سب بیبیاں کرنے لگیں زاری ٭ رو کر کہا زینب نے یہاں آؤ تو واری
کس شان سے دادی یہاں آئی تھیں تمہاری ٭ پاس آ کے یہ کہنے لگی شبیر کی پیاری
سب آپ کا سا نقشہ تھا سر ان کا کھلا تھا
اور تازہ لہو دادی کے چہرے پہ لگا تھا

دو ننھے سے لاشے تھیں لئے گود میں زہرا ٭ اک خون اگلتا تھا تو اک دودھ اگلتا ٭
زینب نے کہا دودھ اگلتا ہے جو بچا ٭ اصغر ہے وہ اصغر ہے جو مارا گیا پیاسا ٭
اور خون گلے سے جو اگلتا ہے وہ کیا ہے
وہ محسن معصوم ترا چھوٹا چچا ہے

بیتاب زیادہ ہوئی وہ شاہ کی دختر ٭ اب لکھتے ہیں طالع جو ہوا مہر منور
بھجوا دیا حاکم نے سر سبط پیمبر ٭ تا صبر و تسلی ہو سکینہ کو میسر
صدمہ ہوا پھر اور سکینہ کے جگر پہ
قربان ہوئی ہائے پدر کہہ کے پدر پہ ٭

www.emarsiya.com

تھا کچھ نہ کفن کیلئے سیدانیوں کے پاس ؛ میّت کو لئے گود میں روتی تھیں بصد یاس
ماں کہتی تھی افسوس ہے جیتے نہیں عباسؑ ؛ ہر وقت سکینہؑ کا نہایت تھا انہیں پاس
وہ ہوتے تو تابوت بھی سامان سے اٹھتا
چھوٹا سا جنازہ یہ بڑی شان سے اٹھتا ؛

یہ دیکھ کے گھبرا گئے زنداں کے نگہباں ؛ حاکم کو خبر کی کہ بہت ہم ہیں پشیماں
جس بچی کو رونے پہ گھر کتے تھے ہر اک آں ؛ سو ہائے پدر کہہ کے وہ اب ہو گئی بے جاں
کچھ دفن کی خاطر نہیں تشویش بڑی ہے
سیدانی کفن کیلئے محتاج پڑی ہے ؛

بے رحم تھا ہر چند بہت حاکم غدّار ؛ یہ واقعہ پر سن کے بہت رویا وہ مکّار
کہنے لگا پوچھ آؤ یہ زینبؑ سے بہ تکرار ؛ بھجوا دوں میں تابوت و کفن جیسا ہو درکار
حاضر ہے سب اسباب تامّل تمہیں کیا ہے
محتاج کی میّت کے اٹھانے میں جزا ہے ؛

زنداں کو چلا شمر لعیں لیکے یہ فرماں ؛ دیکھا تو اسیروں میں ہے اک حشر کا ساماں
سب بیچ میں میّت کو لئے بیٹھے ہیں حیراں ؛ زینبؑ نے کہا شمر سے رو رو کے یہ اس آں
حاکم سے ذرا پوچھ لے تشویش ہے ہم کو
میّت کے اٹھانے میں ہے کیا حکم حرم کو ؛

جب گُل ہوا چراغِ حرم قید شام میں ؛ یعنے سکینہؑ مر گئی یادِ امام میں
دیکھے ستم یزید کے دربار عام میں ؛ شہ کے سلام کو گئی دار السلام میں ؛
دنیا میں دادرس نہ ملا دادخواہ کو
جا کر نشاں طمانچوں کے دکھلائی شاہ کو ؛

غل پڑ گیا حسینؑ کی عاشق نے کی قضا ؛ بانوؑ نے نبض دیکھی تو پایا نہ دم ذرا
چلائی صدقہ جاؤں مجھے دے گئیں دغا ؛ اپنی کہی نہ میری سنی ہائے کیا کیا
اصغرؑ کو کچھ پیام بھی میں نے دیا نہیں ؛
تم چل بسیں اور اماں نے رخصت کیا نہیں ؛

بابا کی پیاری اماں کی پیاری ذرا لبوں کو کھول ؛ لاتی ہوں شربت آ مری پیاسی دہاں کو کھول
ماں رو رہی ہے دیدۂ گوہر فشاں کو کھول ؛ بہنا بندھے گلے سے نہ جا ریسماں کو کھول
دادی کُڑھیں گی بی بی کی زلفیں سنوار لوں ؛
لو دیکھو یہ پھٹا ہوا کرتا اتار لوں ؛

اصغرؑ کی بھولی باتیں سنا دو نثار ماں ؛ اکبرؑ کا ذکر کرکے رلا دو نثار ماں
سیلی کا نیل ماں کو دکھا دو نثار ماں ؛ بابا کو جا کے در پہ بلا دو نثار ماں
ماتم کے غلغلے ہیں نہ رونے کے جوش ہیں
بی بی جو اب خموش ہیں تو سب خموش ہیں